الشمس و القمر بحسبان ...... القرآن

سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے چل رہے ہیں

خلاصہ

حقیقت اختلاف مطالع
و
مسئلہ رؤیت ہلال

تحریر: مولانا عبدالوکیل ناصر

ناشر

ادارہ اشاعت قرآن وحدیث کراچی۔ پاکستان
021-32214799

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

نحمدونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد!

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں عقائد، اعمال، معاملات وغیرہ کو بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔اسلام اللہ کی نازل کردہ وحی کا نام ہے۔اوراسی کی اتباع کا حکم ہے۔اتبعو ا ماانزل الیکم من ربکم ولاتتبعوا من دونہ اولیاء

کسی بھی دینی مسئلے کی صحیح تعبیر کیلئے قرآن وسنت کو دیکھنااوراسی سے مسئلے کے حکم کواخذ کر لیناعین منشاءاطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مگر یہ اخذ حکم یااس کا ترک منہج سلف اور فہم سلف صالحین کے عین مطابق ہوناچاہیے کہ ابتداءًیہی سبیل المومنین ہے۔

اس سبیل سے انحراف بالکل اسی طرح قابل مذمت ہے کہ جس طرح اطاعت واتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف قابل مذمت ہے۔احکام اسلام کی تبلیغ وتفہیم میں سلف صالحین کے فہم کو ہی مقدم رکھاجاناضروری ہے،ان کی بیان کردہ تعبیر وتشریح بسلسلہ سند صحیح ہم تک پہنچتی ہے۔اور جب کسی تعبیر وتشریح کا تسلسل اور ربط خیر القرون کے سلف صالحین سے نہ جوڑا جاسکے تو سمجھ لیناچاہیے کہ ''آج کی '' بیان کردہ تعبیر وتشریح از خود ''محل نظر'' ہے اور قابل ترک بھی ہے۔

اس تمہید کے بعد سمجھ لیجئے کہ احکامات اسلامی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ''مقررہ''اوقات کے ساتھ منسلک ہیں اوران کے ابتداءوانتہاء کے احکام اوران پر عمل کا طریقہ کار بالکل واضح ہے خواہ دلائل وبراہین سے ہو اور خواہ امت مسلمہ کے اجتماعی عمل سے۔

زیر نظر ''تحریر'' رئویت ہلال کے مسئلے پر ایک خلاصہ ہے جو کہ اصل کتاب ''حقیقت اختلاف مطالع ومسئلہ رئویت ہلال'' سے ماخوذ ہے۔اگرچہ بعض جگہ کچھ الفاظ اضافی یا کمی کے مواد کو سمیٹے ہوئے ہیں۔

مسئلہ رئویت ہلال'' بھی دیگر مسائل کی طرح بالکل ظاہر و باہر ہے اگر فہم سلف صالحین کو مقدم رکھاجائے۔''

ملک عزیز پاکستان میں رمضان المبارک اور عیدین کے موقعوں پر خصوصاًآوازیں بلند ہوتی ہیں کہ چاند توایک ہی ہے للذا ساری دنیا کوایک ہی جگہ کی رئویت کا پابند کر دیاجائے یاپھر بعض لوگوں کا خیال یہ ہوتاہے کہ صرف مکہ مکرمہ کی رئویت کو ساری دنیاپر لاگو کر دیاجائے۔وغیرہ وغیرہ اس سلسلے میں صحیح بات کیاہے؟؟؟

اسی بات کے پیش نظراس ''تحریر''کوبطور ''خلاصہ'' کے پیش کیاجارہاہے تاکہ کم وقت میں ''مسئلہ رئویت ہلال'' کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ تفصیلی مباحث کیلئے اصل کتاب کا مطالعہ کر لیاجائے۔واللہ ولی التوفیق۔

کتبہ: عبدالوکیل ناصر عفی عنہ

''خلاصہ مسئلہ رؤیت ہلال''

اختلاف مطالع ایک حقیقت

مطالع مطلع کی جمع ہے اور مطلع کا معنی چاند کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ چاند اور سورج دونوں کے طلوع ہونے کی جگہ کو مطلع کہا جاتا ہے۔

رئویت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطلع ایک ایسی حقیقت ہے جس پر علماء دین اور اہل فلک کا اتفاق ہے۔ اس پر سبھی علماء متفق ہیں کہ جس طرح ایک شہر سے دوسرے شہر میں سورج کے طلوع اور غروب کا فرق ہے بعینہ اسی طرح ہلال ماہ نو کے طلوع اور عدم طلوع کا فرق رہتا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ فلک کی معرفت رکھنے والے اہل علم اس پر متفق ہیں کہ اختلاف مطلع ایک حقیقت ہے، اس لئے اگر مطلع ایک رہا تو روزہ رکھنا (سب پر) واجب ہوگا ورنہ تو نہیں۔ مذہب شافعی کا صحیح قول یہی ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں ایک قول اسی کی تائید میں ہے۔

مزید لکھا ہے کہ شمس وقمر کا طلوع اور غروب تمام زمین پر ایک وقت میں نہیں ہوتا

(الاختیارات الفقھیہ، مجموع الفتاویٰ)

اختلاف مطلع کی حقیقت کو درج ذیل کتب میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

فتاویٰ فی احکام الصیام از ابن عثیمین، مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعہ از ابن باز، الفقہ الاسلامی از وھبہ، زحیلی، فتاویٰ اللجنہ)

(الدائمہ، رد المحتار علی الدر المختار، ضیاء القرآن از کرم علی شاہ

رئویت ہلال کے سلسلے میں اختلاف مطلع کا اعتبار ایک حقیقت ہے

اگرچہ اہل علم اس مسئلہ میں مختلف آراء رکھتے ہیں مگر صحیح ترین بات جو مشاہدہ اور واقع کے بھی عین مطابق ہے وہ یہی ہے کہ رئویت ہلال کے سلسلے میں مختلف المطالع رکھنے والے علاقوں کا حکم بھی ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ سب کو ایک ہی جگہ کی رئویت کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔

سطور بالا میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت اس سلسلے میں بالکل واضح ہے تمام مکاتب فکر کے محقق علماء کی یہی رائے ہے۔

☆ شیخ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں! حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے محققین کہتے ہیں کہ اگر دو شہروں میں بعد نہ ہو اور (وہ دونوں) قریب قریب ہوں۔ جس کی وجہ سے اختلاف مطالع نہ ہو تو وہ دونوں (شہر) رئویت میں ایک دوسرے کا اعتبار کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ جیسا کہ بغداد و بصرہ وغیرہ۔ اور اگر دونوں شہروں میں دوری ہو تو ہر ایک اپنی ہی رؤیت کو معتبر جانے گا۔ جیسے حجاز اور عراق وغیرہ۔

فقہاء احناف کے اقوال کی تفصیلی بحث میں لکھتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کئے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ امام زیلعی حنفی کا قول (اعتبار اختلاف مطالع دور کے شہروں میں) نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں! زیلعی کا قول تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہیں (وگرنہ بصورت دیگر کہیں عید ستائیسویں دن ہو گی، کہیں اٹھائیسویں رمضان کو اور کہیں تو اکتیس یا بتیس کو (مرعاۃ المفاتیح

(اس سلسلے میں احناف کی معتبر ترین شخصیت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تحقیق)

فرماتے ہیں! اور محققین کے نزدیک یہ ہے کہ جو بلاد قواعد ہیئت کے اعتبار سے اختلاف مطالع رکھتے ہیں، ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور ایک شہر کی رئویت سے دوسرے شہر پر رئویت کا حکم نہ لگایا جائے گا...بعضوں کے نزدیک اختلاف مطلع سے حکم بھی بدل جاتا ہے اسی کو صاحب تجرید نے اختیار کیا ہے۔ اور ظہیریہ میں سیدنا ابن عباس سے منقول ہے کہ ہر شہر میں وہاں کے لوگوں کی رئویت معتبر ہے...زیلعی نے کہا! شبہ یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ ہر قوم اسی کی مخاطب ہے جو اس کے پیش نظر ہے۔

(مجموع الفتاویٰ از عبدالحی لکھنوی جلد اول)

نیز تفصیلی بحث کیلئے ایک حنفی عالم دین مولانا سیف اللہ خالد رحمانی کی ''جدید فقہی مسائل'' کا مطالعہ کیجئے (یاد رہے کہ ''عدم اعتبار اختلاف مطالع'' متقدمین احناف کا قول تھا جو کہ اس قدر وزنی دلائل سے مزین نہ تھا جتنا کہ اعتبار اختلاف مطالع کا قول)

اسلامی تاریخ میں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ تمام مسلمانوں کو ایک ہی جگہ کی رئویت کا پابند کیا گیا ہو۔ اور نہ ہی اُس وقت یہ ممکن تھا۔ اللہ کا دین جدید مواصلاتی نظام کا نہ محتاج کبھی تھا اور نہ آج ہے۔

معیار جاوداں آج بھی وہی ہے ''صوموا الرؤیته وافطروا الرؤیته'' روزہ کی ابتداء چاند کی رئویت سے کرو اور روزہ کی انتہاء بھی چاند کی رئویت سے کرو۔ (یعنی شوال کا چاند دیکھ کر عید مناؤ)

شہری، دیہاتی، پڑھا لکھا اور گنوار، جدید مواصلاتی نظام سے آراستہ یا تہی دست فقط اسی معیار کا پابند ہے۔ نہ دور دراز کی خبروں کا انتظار اور نہ دور دراز خبر پہنچانے کا ذمہ دار۔

:''مکہ مکرمہ کی رئویت سب کیلئے'' یہ قول بلا دلیل ہے

قرآن وسنت میں یہ بات کہیں بیان نہیں ہوئی کہ تمام عالم اسلام کو فقط مکہ مکرمہ کی رئویت کے تابع کر دیا جائے۔

☆ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی رئویت ہی فقط معتبر ہے تو اس کے قول کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دیگر علاقوں میں چاند نظر آنے کے باوجود ان پر روزہ وعید کے احکام لاگو نہ ہوں کیونکہ مکہ میں تو نظر آیا ہی نہیں۔

(مجموعی فتاویٰ مقالات متنوعہ جلد نمبر 15)

اور یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے مغربی ممالک میں چاند مکہ مکرمہ سے بھی پہلے نظر آجاتا ہے۔ وہاں کے مسلمان باشندے کیا کریں گے؟

چاند دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں یا پھر روزہ رکھنے سے انکار کر دیں حالانکہ چاند وہ دیکھ چکے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ، شیخ ابوالسلام محمد صدیق رحمہ اللہ، شیخ عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ، شیخ مقصود الحسن فیضی اور مولانا ضیاء الدین لاہوری نے اس نظریہ کا بڑی سختی سے رد کیا ہے اور اس نظریہ کو بلا دلیل بتلایا ہے۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے حقیقت اختلاف مطالع ومسئلہ رئویت ہلال طبع ادارہ اشاعت قرآن وحدیث کراچی پاکستان)

لہٰذا قول بالا فقط جذبات پر مبنی موقف تو ہو سکتا ہے مگر دلائل سے عاری ہے۔

لكل أهل بلد رؤيتهم'' کا موقف ہی صحیح ہے''

اختلاف مطالع یا بعد شاسع کی وجہ سے محققین علماء دین کا یہی موقف رہا ہے اور اس کی دلیل (تمام محدثین وعلماء نے) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ یہ حدیث صحیح مسلم، ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن خزیمہ اور منتقی الاخبار میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی رؤیت کو اہل مدینہ کیلئے نہ کافی قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا'' ھکذا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح حکم دیا تھا۔ امام

قرطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا وہ حقیقتاً مرفوع ہے یعنی اس بات کے قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی تصریح ہے۔

اسلامی تاریخ میں کہیں بھی یہ بیان نہیں ہوا کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہم یا تابعی رحمۃاللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس موقف کی تردید کی ہو۔ گویا اجماع سکوتی ہو گیا۔

اور اجماع ''لاتجتمع امتی علی الضلالۃ '' کے بمصداق گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔امام ترمذی کے دور تک صرف یہ ایک قول تھا کہ ''لکل اُھل بلدرؤیتھم'' اسی لئے امام ترمذی نے صرف اسی پر اکتفا کیا۔اختلاف بعد کے لوگوں کا پیدا کردہ ہے۔اس موقف کے حامل علماء کا ایک جم غفیر ہے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، سیدنا عکرمہ، امام اسحٰق ابن راہویہ، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام نووی، امام قرطبیؒ، علامہ ابن رشد، حافظ ابن عبدالبر، علامہ نواب صدیق حسن خان، شیخ احمد اللہ پرتاب گڑھی، شیخ عبداللہ حمید، مولانا عبدالجبار بن شیخ عبداللہ غزنوی، مولانا یحییٰ اعظمی، شیخ محمد عاصم الحداد، شیخ عبیداللہ رحمانی، شیخ ثناءاللہ امرتسری، خطیب الھند محمد جوناگڑھی، شیخ ابوسعید شرف الدین دھلوی، پروفیسر محمد اسمٰعیل سلفی، علامہ حافظ محمد گوندلوی، مولانا عطاءاللہ حنیف، حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا عبدالحہ لکھنوی، مولانا صادق (سیالکوٹی، مولانا عبدالستار محدث دھلوی، شیخ عبدالرحمن کیلانی، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین (رحمۃاللہ علیہم اجمعین

حافظ عبدالمنان نورپوری، شیخ عبداللہ ناصر رحمانی، حافظ محمد سلیم ابوعمر اور اہل حدیث فتویٰ کمیٹی کے جملہ اہل علم ارکان جن کا فتویٰ دارالحدیث رحمانیہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے

وطن عزیز پاکستان میں انتشار کیوں؟

جب یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر اہل بلد کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہے تو پھر ہر رمضان وعیدین وغیرہ میں انتشار کیوں؟

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ دلائل سے ہٹ کر خودساختہ نظریہ کو اختیار کرنا ہے، کیا عوام کیا علماء سب ہی آزاد ہیں اور اب تو خیر سے نام نہاد علم کے دعوے دار ''مفتی'' بنتے جا رہے ہیں۔

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ تمام لوگوں کو کسی ایک جگہ یا صرف مکہ مکرمہ کی رئویت کا پابند کیا گیا ہو۔ خود پاکستان میں ہمیشہ بنوں وغیرہ میں علیحدہ رؤیت سے عید ہوتی رہی ہے۔اب یہ کونسا ''گناہ کبیرہ'' ہو گیا کہ فتویٰ بازی شروع ہو گئی۔مکہ مکرمہ کی رؤیت کا اعتبار فقط جذباتی نعرہ ہے وگرنہ کون نہیں جانتا کہ مکہ مکرمہ کے دینی منہجی ونظریاتی فکر کے یہ ''نعرہ باز'' کس قدر دشمن ہیں۔

دوسری وجہ انتشار کی صحیح موقف کو گڈمڈ کردینا ہے۔اگر ''لکل أهل بلدرؤيتهم'' کا موقف صحیح ہے تو اس کا یہ معنی سمجھ لینا کہ بس جی کراچی، نوری آباد وحیدر آباد وہالہ سب کو الگ الگ کردیا جائے بالکل غلط اور خود ساختہ ہے۔

بات سمجھ لینی چاہیے کہ بلد کا اطلاق کبھی شہر پر ہوتا ہے اور کبھی ملک و وطن پر مگر رئویت ہلال کے اعتبار کے سلسلے میں اہل علم نے نہ تو سرحدی حدبندی کا اعتبار کیا ہے اور نہ ہی مسافت قصر وغیرہ کا۔
بلکہ اس سلسلے میں اتحاد مطلع کے تمام علاقوں کو ایک ''بلد'' قرار دیا گیا ہے اور اختلاف مطلع کے علاقوں کو علیحدہ (علیحدہ ''بلد'' قرار دیا گیا ہے۔(تفصیل کیلئے دیکھئے حقیقت اختلاف مطالع ومسئلہ رئویت ہلال
لہٰذا اگر ملک پاکستان میں تمام علاقوں کے مابین اختلاف مطلع نہیں ہے تو گویا یہ ایک ہی بلد ہوگا اور تمام پاکستانیوں کیلئے ایک ہی دن روزہ کی ابتداء ممکن ہے اور اسی طرح ایک ہی دن ان کیلئے عید منانا بھی ممکن ہے۔بشر طیکہ رئویت محقق ہو اور اپنی ہی ہو نہ کہ کسی دور دراز علاقے کی جیسے کے حجاز واندلس کی۔(ہماری معلومات کے مطابق بر صغیر پاک وہند کے مطلع میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے) واللہ اعلم
لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہے کہ انتشار کی وجہ صحیح موقف سے انحراف ہے اور یا پھر صحیح موقف کی خود ساختہ من مانی ترجمانی۔ نتیجہ وہی ہے جو ہونا چاہیے۔

چاند تو ایک ہی ہے

بعض احباب بڑی معصومیت سے کہہ دیتے ہیں کہ ''چاند ایک ہی ہے'' ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ جب چاند ہے ہی ایک تو احکام میں اس کا اعتبار (لوگوں کیلئے) الگ الگ کیسے ہو سکتا ہے۔
تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ''سورج بھی ایک ہی ہے'' آخر احکام میں اس کا اعتبار بھی تمام لوگ جدا جدا ہی کرتے ہیں اور کوئی بھی اس عمل کو اختلاف امت سے تعبیر نہیں کرتا۔
قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں کہ لوگوں کا سورج از روئے احکام کے جدا جدا ہے مطلقاارشاد ہوتا ہے

اقم الصلاة لدلوک الشمس الی غسق اللیل

''سورج ڈھلنے سے لے کر رات گئے تک نماز کو قائم کیجئے''

یہ حکم نہ صرف سعودیہ والوں کیلئے ہے اور نہ ہی صرف پاکستان والوں کیلئے ساری دنیا کے لوگ اس کے مخاطب ہیں اور سورج تو ہے بھی ایک تو گویا یہ معنی لے لیا جائے کہ بس جہاں سے بھی سورج ڈھلنے کی خبر آجائے نماز کے اوقات سب کیلئے شروع ہو جائیں گے۔؟؟؟

یقینا کوئی اس معنی و مفہوم کے لینے پر آمادہ نہیں ہو گا کیونکہ اس میں جو قباحتیں و مشقتیں پوشیدہ ہیں اسے سب سمجھ سکتے ہیں۔

اپنے اپنے وقتوں میں اپنے اپنے علاقوں میں نماز قائم کرنا نہ تو شرعا ممنوع ہے اور نہ ہی عقلاً اس پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی نے آج تک اس عمل کو انتشار امت سے تعبیر کیا ہے۔

تو پھر روزے اور عیدین میں اپنے چاند کا اعتبار کس بنیاد پر اتحاد امت کے منافی ہے؟

کیا دوسرے شہر کے (ملک کے) لوگ اس خبر پر روزہ افطار کر سکتے ہیں کہ فلاں علاقے میں سورج غروب ہو گیا ہے؟ جبکہ ان کے ہاں ابھی سورج غروب ہی نہیں ہوا؟؟

یقینا نہیں تو یاد رکھیں چاند مکمل سورج کی طرح ہے کہ چاند کا وقت باعتبار ماہ کے ہے اور سورج کا وقت باعتبار یوم کے ہے۔

بہر حال جس طرح آج شریعت مطہرہ کے احکام کا معنی و مفہوم بیان کیا جا رہا ہے اسے دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب اپنے اپنے وقتوں پر نماز ادا کرنے زکوٰۃ دینے اور سحر و افطار کرنے کو بھی انتشار امت کی سبیل اور یہود و ہنود کی سازش قرار دیدیا جائے اور یہ بھی کہا جائے کہ اتحاد امت ایک ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرنے اور ایک ساتھ سحر و افطار کرنے میں ہے۔ واللّٰہ المستعان

پورے ملک میں ایک ہی دن عید کیلئے حکومت وقت کا لائحہ عمل

اگر حکومت وقت واقعی اس مسئلے کے حل کیلئے سنجیدہ ہو جائے تو تمام مکتب فکر کے اہل علم و فضل اور ماہرین فلکیات کے اشتراک سے ایسی کمیٹیاں تشکیل دی جا سکتی ہیں جو صرف رئویت ہلال سے متعلق کام پر مامور ہوں اور انتہائی ذمہ داری و دیانت سے اس بات کی تحقیق پر سب سے پہلے آمادہ ہوں کہ کیا واقعی کراچی سے پشاور تک از روئے قواعد ریاضی ایسا اختلاف مطالع کہیں ہو سکتا ہے یا نہیں، جس کی بنا پر ایک جگہ کی شہادت کا اعتبار کرنے سے دوری جگہ مہینہ صرف 28 دن کا رہ جائے یا پھر 31 دن کا بن جائے۔

اگر ایسا اختلاف مطالع نہیں تو پورے پاکستان میں ایک ہی دن عید منائی جاسکتی ہے۔اور اگر ایسا اختلاف ہے تو جس حصہ ملک میں ایسا اختلاف ہے اس کو علیحدہ کر کے باقی ملک میں ایک دن عید منانے کا اہتمام ہو اور اس دوسرے حصہ کو وہاں کی اپنی رؤیت کے تابع چھوڑ دیا جائے۔

پورے ملک یا اس کے اکثر حصے میں جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ اختلاف مطالع کا مذکورۃ الصدر اثر نہیں پڑتا۔ایک ہی دن عید منانے کی جائز صورت کچھ اس طرح ممکن ہے۔

☆پورے ملک میں تمام میڈیائی اور مواصلاتی مراکز کو اپنے اپنے طور پر رؤیت ہلال کا اعلان کرنے سے روک دیا جائے اور حکومت کی سطح پر تشکیل دی جانے والی کمیٹی کے فیصلے کو نشر کرنے کی اجازت دی جائے۔

☆اس کمیٹی کے ذیلی ونگز میں ہر قصبہ کی ایک مختصر کمیٹی شامل ہو جس کی رہنمائی کسی مستند و مقامی عالم دین کے سپرد ہو اور انتظامی نظم وضبط کی درستگی کیلئے ایک آفیسر بھی اس کا نگراں ہو۔

یہ کمیٹی اپنے شہر و قصبے سے آنیوالی شہادتوں کی سماعت کرے اور اگر شرعی ضابطوں کے مطابق اسے معتبر سمجھے تو خود اعلان کرنے کے بجائے تحریراً دو گواہوں کے ہاتھ اپنے سے بڑی کمیٹی کو بھیج دے۔

اور اگر کسی بستی میں کوئی ایسا عالم موجود نہ ہو جو شرعی ضابطہ شہادت کو بروئے کار لا سکے تو اس بستی کو کسی اور قریبی بستی کے تابع کر دیا جائے جہاں ایسا عالم دستیاب ہو۔

☆بڑی و ضلعی کمیٹی اس طرح تمام قصبوں اور شہروں سے اس طریق پر شہادت کو جمع کر کے اور تمام ذمہ داران اھل علم و فضل اور ماہرین فلکیات کی نظر ثانی اور توثیق کے بعد حکومت وقت کو یہ اطلاع دیدینے کے بعد ملکی سطح پر جدید وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے رؤیت ہلال کے اثبات یا عدم ثبوت کا اعلان کرے۔

سعودیہ عربیہ میں بھی اہل علم و فضل اور جدید ماہرین فلکیات کی باہمی مشاورت سے عرصہ دراز سے مسئلہ رؤیت ہلال کنٹرول میں ہے۔

حکومت وقت متفقہ فیصلے سے انحراف کرنیوالے اور نعرہ یکجہتی کے خود ساختہ علمبرداروں کیلے بھی اسی طرح کوئی لائحہ عمل طے کر سکتی ہے۔واللہ ولی التوفیق۔

علماء اور عوام کی ذمہ داری

علماء حق کی ذمہ داری یہ ہے کہ جب ان سے علم (صحیح مسئلہ) کے متعلق سوال ہو تو وہ اسے بیان کریں و گرنہ یہ وعید ہے کہ قیامت کے انہیں (کتمان علم کی وجہ سے) آگ کی لگام پہنائی جائے گی، صحیح موقف کو کھل کر بیان کریں عوام کی رہنمائی

فرمائیں،اور مسئلہ ہذا کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔حالات وشخصیات سے گھبرا کر موقف بدل لینا یا احساس کمتری کا شکار ہو کر گھر بیٹھ جانا اور تیر ونشتر برسانا کوئی دانشورانہ عمل نہیں ہے۔مرکزی رئویت ہلال کے ذمہ داران سے کوئی شکوہ ہے،تو اس کیلئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں رائے عامہ ہموار کریں،مسئلے کا حل تلاش کریں۔

اور عوام کو چاہیے کہ ادھر اُدھر منہ اٹھا کر دوڑ پڑنا صحیح نہیں بلکہ وہ دلائل و براہین سے لیس ہو کر صحیح موقف کی ترجمانی میں اپنا کردار ادا کریں۔اہل علم سے نظریات کی دلیل کا مطالبہ کریں اور ملکی سطح پر اتفاق واتحاد برقرار رکھنے کی ہر ممکنہ کوشش میں حصہ ڈالیں۔

"آخری بات"

کچھ غیر معروف لوگوں نے ہماری اصل کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کی ہے ہو سکتا ہے احباب کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس کا جواب کیوں نہیں لکھا گیا؟

تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ وہ "غیر علمی" اور تکرار بے جا" و "بے ہنگم" ترتیب والا جواب نما" جواب دیکھنے کے بعد طبیعت اس کے جواب کی طرف بالکل مائل نہیں ہوئی کیونکہ جب "علمی اقدار" کو اپنی انا کی خاطر پس پشت ڈال دیا جائے تو پھر جواب نہیں دیا جاتا بلکہ "جواب جاہلاں راخاموشی باشد" پر عمل کیا جاتا ہے۔

اور "عملی اقدار" کی اس طرح پامالی کہ حبر امت سیدنا ابن عباسؓ "غیر فقیہ" دکھائی دینے لگیں،امام ترمذی "حرکت سھو" کرتے دکھائی دیں اور امام ابن تیمیہ کی عبارت دوران ترجمہ محرّف ہو جائے تو پھر کیسا جواب؟اور اس پر مستزاد یہ کہ دو آدمیوں کی خبر" احاد" سے خارج ہو کر "متواتر" دکھائی دینے لگے۔

تو ہمارا جواب یہی ہوگا"اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلامًا

اللّهم انا نعوذبک من شرور انفسنا وسيات اعمالنا"

وصلی اللہ تعالی علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ:عبدالوکیل ناصر